هو القادر　　　هو المقتدر　　　هو القدیر

صبح آئے گی شام آئے گی
یاد تیری مدام آئے گی

عالم ربانی شہیدِ بغداد حضرت علامہ الشیخ اسید الحق محمد عاصم القادری قدس سرہٗ
کی حیات وخدمات کا مختصر تعارف

بدایوں سے بغداد تک

ترتیب
مولانا سید عادل محمود کلیمی

ناشر
تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات (116)

کتاب: بدایوں سے بغداد تک
ترتیب: مولانا سید عادل محمود کلیمی
طبع اول: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ/نومبر ۲۰۱۴ء

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in.com

Distributor	*Distributor*
Maktaba Jam-e-Noor	**Khwaja Book Depot.**
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6	Matia Mahal,
Phone : 011-23281418	Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9358563720	Mob. : 0091-9313086318

اھداء

صاحبزادہ گرامی مولانا فضل رسول محمد عزام میاں قادری

کے نام

جو عالم ربانی حضور شیخ صاحب کے برادر اصغر، تلمیذ رشید اور تربیت یافتہ ہیں

اور

جن کی خواہش پر اس کتاب کی ترتیب عمل میں آئی

سید عادل محمود کلیمی

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۱۰ رکتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جو عالم ربانی شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری کی نگرانی اور ان کی قائدانہ کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد اب نشر واشاعت کے یہ سارے امور بحمد اللہ صاحبزادہ مولانا عطیف قادری بدایونی کی نگرانی میں بحسن وخوبی انجام پا رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار ونظریات کے رد وابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ قادریہ سے وابستہ علما ومشائخ کے علاوہ دیگر علمائے اہل سنت کی خدمات کو بھی منظر عام پر لایا جائے۔ الحمد للہ اکیڈمی نے اس میدان میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ اب اکیڈمی خانقاہ قادریہ بدایوں سے وابستہ اہل عقیدت کی خدمت میں عالم ربانی کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش کر رہی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری

جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

پیش لفظ

خانوادہ قادریہ بدایوں شریف کی دینی وملی خدمات کا دائرہ تقریباً ساڑھے آٹھ سو سالوں پر محیط ہے۔ اس خانوادے میں بڑے بڑے علما، مشائخ اور اولیا پیدا ہوئے، جنھوں نے رشد و ہدایت، تزکیہ واصلاح، درس و تدریس کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری، سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری، تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری، مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری اور عاشق الرسول مولانا شاہ عبدالقدیر قادری رحمہم اللہ کے اسما ذکر کیے جاتے ہیں۔

اسی خانوادے کے ایک اور چشم و چراغ شہزادۂ تاجدار اہل سنت عالم ربانی شہید بغداد حضرت علامہ الشیخ اسید الحق محمد عاصم القادری بدایونی علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات کسی بیان یا تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے اپنی مختصر سی زندگی میں قوم وملت اور مذہب ومسلک کی خاطر جو قربانیاں دیں وہ نہ صرف قابل ستائش ہیں بلکہ لائق تقلید بھی ہیں۔

آپ نے اپنی ساری زندگی علم وحکمت، تحقیق وتنقید، شعروسخن، تصنیف وتالیف اور درس و تدریس میں صرف کردی۔ اتنی خداداد صلاحیتوں کے باوجود پندار علم ذرہ برابر بھی نہ تھا۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں اور علمی وسعتوں کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت ایک عظیم اور صالح انسان کی حیثیت رکھتی تھی۔ عاجزی، انکساری، تواضع، حلم، صبر یہ ایسے اوصاف ہیں جو آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ اگر بچوں میں بیٹھے ہیں تو الگ شان، بڑوں کی مجلس میں ہیں تو ان کا پورا ادب، علما میں جلوہ افروز ہیں تو عالمانہ وقار اور فقرا میں ہیں تو الگ امتیازی شان۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی کے ان ہی پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے اس کتاب کو ترتیب دینے کا ارادہ کیا گیا۔ شیخ صاحب کے برادر اصغر میرے استاذ گرامی حضرت علامہ عطیف میاں قادری بدایونی نے جام نور میں ''عالم ربانی نمبر'' کے لیے ایک مضمون لکھا تھا جس میں آپ نے شیخ صاحب کی حیات و خدمات کا مختصر احاطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ مضمون اتنا جامع تھا کہ آپ کی زندگی کے مختصر سوانحی خاکے کے لیے کسی اور مضمون کو شامل کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ آپ کے اسی مضمون کو اردو، ہندی اور انگریزی تینوں زبانوں میں شائع کر کے اہل محبت کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ الحمدللہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مَیں بے حد ممنون ہوں جناب راحت علی قادری (پونہ، مہاراشٹر) کا کہ انھوں نہ اس اردو مضمون کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ اللہ ان کو مزید دینی کاموں میں حصہ لینے کی توفیق دے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کے فیوض سے بہرہ مند فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سید عادل محمود کلیمی

یکم محرم الحرام/ ۱۴۳۶ھ

☆☆☆

بدایوں سے بغداد تک

﴿ایک شہید کی مختصر داستان﴾

(از: صاحبزادۂ گرامی قدر حضرت علامہ عطیف میاں قادری بدایونی)

تمہید:

شیخ اسید الحق محمد عاصم قادری علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات بہت وسیع موضوع ہے۔ ہم اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے کہ اس عظیم شخصیت کا سوانحی خاکہ تحریر کریں اور پھر ذہن بھی ابھی اس لائق نہیں کہ کچھ سوچ سکے۔ ابھی تک دل و دماغ اس حقیقت کو قبول نہیں کر پائے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ اس دنیا میں موجود نہیں ہیں جبکہ اپنے ہاتھوں سے غسل دیا، ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور قبر میں اتار کر مٹی ڈالی، پھر بھی ایسا لگتا ہے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ لائبریری میں بیٹھے کسی کتاب پر تحقیقی مقدمہ لکھ رہے ہوں گے یا جامِ نور کے تازہ شمارے کے لیے کوئی مضمون تحریر کر رہے ہوں گے اور اگر فرصت میں ہوں گے تو مولانا خوشتر نورانی یا ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی سے فون پر محوِ گفتگو ہوں گے، مگر حقیقت بہر حال کچھ اور ہے۔ اب جبکہ وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں تو ان کی یادوں کو یکجا کرنا ہم جیسے نالائق اور ناکارہ کے لیے کتنا مشکل ہے یہ ہم ہی جانتے ہیں۔

ہر جگہ شیخ صاحب کے بعد مدظلہ العالی اور زیدہ مجدہ بے اختیار قلم لکھ دیتا ہے اور پھر اس کو کاٹ کر رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کا حوصلہ ہم اپنے اندر نہیں پاتے۔ مدظلہ سے علیہ الرحمہ تک کا سفر کتنے آنسوؤں میں ڈوبا ہوا ہے اس کا بیان وہ کیسے کرسکتا ہے جس کو ہمیشہ عزیز از جان اور سلمہ کہا جاتا رہا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی سادہ زندگی میں قدرت نے اتنے رنگ بھرے ہوں گے یہ سوچا

بھی نہیں تھا بظاہر سادہ لباس اور سفید ٹوپی لگانے والا یہ نوجوان اپنی زیست کے خاکے میں اتنے رنگ رکھتا ہے یہ اب سمجھ میں آیا جب ہم اس کے مختصر سوانحی خاکے کو ترتیب دے رہے ہیں۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی میں تعلیم و تعلم نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔جس شوق وجذبے سے علم حاصل کیا اسی انداز سے مسند تدریس کو نہ صرف زینت بخشی بلکہ تدریس کا حق ادا کر دیا۔ استاذ محترم امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ زینت ہونا اور ہے اور حق ادا کرنا اور،مثال دے کر فرماتے کہ جیسے جلسوں میں زینت منبر کوئی ہوتا ہے اور جلسے کا حق کوئی اور ادا کرتا ہے۔شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی تحریروں نے اس کم عمری میں بہت اونچا مقام حاصل کرلیا تھا۔ ہر طرف ان کے مضامین کے چرچے ہوتے اور تحقیقی مزاج رکھنے والے حضرات خوشی کا اظہار کرتے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی ۳۸؍سال ۱۰؍ماہ کی مختصر زندگی میں کیا کچھ نہیں کیا، درس و تدریس،تصنیف و تالیف، حج وعمرہ اور زیارت مقامات مقدسہ کے علاوہ کتابوں کی تلاش میں ہندوستان کے طول وعرض پر نشان قدم ثبت کر دیئے۔شاید اس لیے کہ پیچھے آنے والوں کو تلاش منزل میں بھٹکنا نہ پڑے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ عظیم ناقد ومحقق ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی مزاج رکھتے تھے۔رہی رحم دلی اور سخاوت تو یہ اپنے جد اعلیٰ امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وراثت میں پائی تھی۔شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا زیادہ تر سفر سیمینار یا سمپوزیم میں شرکت کے لیے ہوا یا کسی خالص علمی اور تحقیقی لیکچر یا مدارس اسلامیہ میں تعلیمی مقابلوں میں فیصل کی حیثیت سے جایا کرتے تھے۔

آپ نے تعلیم وتربیت کو عام کرنے اور خدمت خلق کرنے کے لیے مختلف اداروں کو قائم کیا جن میں الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اور الازہر ایجوکیشنل ہیومن ویلفیئر سوسائٹی اور الازہر فاؤنڈیشن (مہاراشٹر) شامل ہیں۔

شہرت کی اس بلندی پر پہنچنے کے بعد بھی کبھی تکبر کو اپنے آس پاس نہیں آنے دیا۔ ہمیشہ عاجزی انکساری کو اختیار کیا۔ بزرگوں کے آستانوں پر بہت عقیدت سے حاضر ہوتے اور خاص طور سے مارہرہ شریف میں شمس مارہرہ کے آستانے پر تو عقیدت کا عالم کچھ اور ہی ہوتا۔ شیخ

صاحب علیہ الرحمہ اکثر تقریر کے دوران مارہرہ شریف کے ذکر پر غالبؔ کا یہ مصرع ضرور پڑھتے......ع

''ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا''

راقم الحروف شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا چھوٹا بھائی بھی ہے اور شاگرد بھی، جلوتوں کا ساتھی بھی اور خلوتوں کا رازدار بھی، اس آخری سفر میں بھی شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔حضرت اقدس والد گرامی الشاہ عبدالحمید محمد سالم القادری صاحب سجادہ آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں ہر سال بغداد معلیٰ حاضری کے لیے تشریف لے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بہت پرانا ہے۔ ہم اس پر آگے روشنی ڈالیں گے۔ اس سال حضرت اقدس نے فرمایا کہ شیخ صاحب بھی ساتھ جائیں گے۔ ۴۰/افراد پر مشتمل یہ قافلہ حضرت اقدس کی سرپرستی میں بغداد شریف پہنچا، حاضری ہوئی۔ سات دن کیسے گزر گئے پتہ بھی نہیں چلا اور پھر سب واپس لوٹ آئے اور شیخ صاحب علیہ الرحمہ قیامت تک کے لیے بدایونی سے بغدادی ہو گئے۔ یہ سب اتنی جلد ہوا کہ کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہیں ملا گویا وہ تو یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے۔ ''ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں''۔ تفصیل کا موقعہ نہیں ہے ان شاء اللہ کبھی فرصت کے لمحات نصیب ہوئے تو ''سفر نامۂ بغداد'' میں تفصیل سے تحریر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

پیش ہے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی سوانح حیات کا مختصر خاکہ تاریخی حوالوں کی روشنی میں۔

نام اور والد محترم:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا پورا نام اسید الحق محمد عاصم القادری ہے۔ بہت سے لوگ صرف اسید صاحب کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ استاذ محترم امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ''بھیا'' کہا کرتے تھے اور والد گرامی شیخ صاحب کو بابا کہا کرتے تھے اور راقم الحروف ''مولوی بھائی'' کہا کرتا تھا، لیکن ''شیخ صاحب'' کافی مشہور ہوا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے والد گرامی حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم القادری صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف ہیں۔

جد محترم:

حضرت مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی: متوفی شوال ۱۳۷۹ھ/ مارچ ۱۹۶۰ء

ابن تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی: متوفی جمادی الاول ۱۳۱۹ھ/ اگست ۱۹۰۱ء

ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی: متوفی جمادی الآخر ۱۲۸۹ھ/ اگست ۱۸۷۲ء
ابن شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی متوفی: محرم الحرام ۱۲۶۳ھ/ جنوری ۱۸۴۷ء

شجرۂ نسب:

شیخ اسید الحق محمد عاصم القادری ابن الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری ابن مفتی عبدالقدیر قادری ابن مولانا تاج الفحول عبدالقادر بدایونی ابن سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول قادری ابن شاہ عین الحق مولانا عبدالمجید قادری بدایونی ابن مولانا عبدالحمید قادری بدایونی ابن مولانا محمد سعید ابن مولانا محمد شریف ابن مولانا محمد شفیع ابن شیخ مصطفیٰ ابن مولانا عبدالغفور ابن مولانا شیخ عزیز اللہ ابن مولانا مفتی کریم الدین ابن قاضی القضاۃ مولانا حمید الدین معروف بہ شیخ محمد ابن مولانا شیخ معروف ابن مولانا شیخ مودود ابن مولانا عبدالشکور ابن مولانا شیخ محمد راجی ابن مولانا قاضی القضاۃ سعد الدین ابن مولانا قاضی القضاۃ شمس الحق ملقب بہ قاضی رکن الدین ابن قاضی القضاۃ مولانا شیخ دانیال قطری ابن مولانا حاجی شہید ابن مولانا ابراہیم ابن مولانا محمد اسحاق ابن مولانا عبدالکریم ابن مولانا محمد شریف ابن مولانا نور اللہ ابن مولانا عبدالحق ابن مولانا محمد فردوس ابن مولانا انیس محمد ابن مولانا محمد رافع ابن مولانا عبدالکریم ابن مولانا عبدالرحیم ابن مولانا عبدالرحمٰن ابن مولانا و سیدنا ابوسعید حضرت آبان ابن سیدنا ومولانا امیر المومنین کامل الحیاء والایمان جامع القرآن حضرت ذوالنورین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم ورحمۃ اللہ علیہم۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے درمیان ۳۶ ر واسطے ہیں۔

ولادت اور تعلیم وتربیت:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۳ ر ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ/ ۶ ر مئی ۱۹۷۵ء کو مولوی محلّہ بدایوں میں ہوئی۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ خود بھی بہت علمی اور روحانی ماحول تھا۔ خانوادۂ عثمانیہ بدایوں کی آٹھ سو سالہ تاریخ اپنے علم اور روحانی ماحول کو ثابت کرنے کے لیے کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ خاندانی روایت کے اعتبار سے چار سال کی عمر میں ۱۱ر شوال ۱۳۹۹ھ بموقع عرس قادری شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی تسمیہ خوانی ہوئی اور حضرت اقدس کی سرپرستی میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے تایا حضرت مولانا عبدالہادی قادری علیہ الرحمہ نے آپ کو قاعدۂ بغدادی کا باضابطہ

پہلا سبق دیا۔ یہاں باضابطہ لکھنا اس لیے ضروری ہے کہ تسمیہ خوانی سے پہلے والدین نے آپ کو سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص، کلمۂ طیبہ، درود شریف یاد کروادیئے تھے اور خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف کے بچوں کو ان مذکورہ چیزوں کے علاوہ دو نام بہت تاکید سے یاد کرائے جاتے ہیں: (۱) شہنشاہِ اولیا قطب الاقطاب غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، (۲) غوث زماں شمس مارہرہ قبلۂ جسم وجاں فخر خاندان برکاتیہ ابوالفضل آل احمد حضور اچھے میاں صاحب رضی اللہ عنہ۔

ابتدائی تعلیم:

گھر کی تعلیم کے علاوہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے جامع مسجد شمسی بدایوں کے قریب واقع ''قادری جنت نشاں اسکول'' میں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ''مشن انگلش اسکول'' بدایوں میں زیر تعلیم رہے۔

حفظِ قرآن:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے شوال ۱۹۸۶ء میں مدرسہ عالیہ قادریہ میں حفظ قرآن کی ابتدا کی۔ مدرسہ قادریہ میں اس وقت شعبۂ حفظ وقرأت کے استاذ حضرت قاری کریم اللہ رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ ۱۹۸۹ء میں آپ نے حفظ قرآن مکمل کیا۔ دورانِ حفظ قرآن آپ نے اُردو لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ آپ کو اُردو مدرسہ قادریہ کے ایک استاذ مولانا حافظ نور محمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔

درسِ نظامی کی ابتدا:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے حفظ قرآن سے فراغت کے بعد شوال ۱۹۹۰ء میں مدرسہ عالیہ قادریہ میں درس نظامی کی ابتدا کی۔ اس وقت مدرسہ قادریہ میں ہندوستان کے ممتاز اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ جن میں امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شیخ رحمت اللہ قادری، مفتی مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی، مولانا نیاز احمد قادری، مولانا مفتی شہید عالم رضوی اور مفتی انفاس الحسن چشتی شامل ہیں۔ ۱۹۹۳ء تک آپ مدرسہ قادریہ بدایوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے متعلق یہ بات بہت مشہور تھی کہ وہ کسی مدرسے میں زیادہ نہیں رکتے اور یہ بات صحیح بھی تھی۔ چنانچہ ۶ رسال مدرسہ قادریہ میں پڑھانے کے بعد (جو اس وقت تک خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی کسی مدرسے میں قیام کی سب سے طویل مدت تھی) آپ بدایوں سے فیض آباد تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ۱۹۹۴ء میں شیخ صاحب علیہ

الرحمہ کو آپ کے والد ماجد نے امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لیے فیض آباد روانہ کیا۔ ۱۹۹۷ء میں درس نظامی آپ نے مکمل کیا اور بدایوں تشریف لے آئے۔ ۲۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء میں جشن صد سالہ اعلیٰ حضرت تاج الفحول کے موقع پر صاحب سجادہ بغداد شریف پیر سید احمد ظفر (متولی درگاہ غوث اعظم بغداد شریف) کے مبارک ہاتھوں سے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو دستار فضیلت سے نوازا گیا۔

اعلیٰ تعلیم:

یکم ستمبر ۱۹۹۹ء بروز بدھ شیخ صاحب علیہ الرحمہ بدایوں سے روانہ ہوئے اور بغداد معلیٰ حاضری دیتے ہوئے قاہرہ تشریف لے گئے۔ یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے والد ماجد آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لیے بغداد شریف بھیجنا چاہتے تھے۔ جب ۱۹۹۷ء میں بغداد شریف حاضر ہوئے تو وہاں اس وقت غوث اعظم کی درگاہ کے صاحب سجادہ پیر سید یوسف الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں اسید الحق کو بغداد بھیجنا چاہتا ہوں۔ اس پر پیر سید یوسف الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسید الحق کو جامعہ ازہر قاہرہ بھیجو۔ آپ کے حکم پر شیخ صاحب علیہ الرحمہ جامعہ ازہر قاہرہ تشریف لے گئے۔

جامعہ ازہر میں کلیہ اصول الدین کے شعبۂ تفسیر وعلوم قرآن میں داخلہ لیا اور جون ۲۰۰۳ء میں فراغت حاصل کی۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے کلیہ اصول الدین سے فراغت کے بعد اگست ۲۰۰۳ء تا جولائی ۲۰۰۴ء دار الافتاء المصر یہ میں تربیت افتاء کا کورس کیا۔ مصر سے واپسی کے بعد ۲۰۰۸ء-۲۰۰۹ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے علوم اسلامیہ میں ایم.اے. کیا۔

اساتذہ:

شیخ صاحب کے سب سے پہلے اور سب سے اہم استاذ آپ کے والد گرامی صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف ہیں۔ جن کی تعلیم وتربیت نے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو عالم سے ''عالم ربانی'' بنادیا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے اخلاق وکردار، تواضع وانکساری، صبر وشکر، توکل وقناعت، عفو ودرگزر اور تصوف وسلوک کے تمام درس اپنے والد گرامی شیخ طریقت مربی ورہنما حضرت اقدس الشیخ عبد الحمید محمد سالم القادری (سجادہ نشین خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) سے حاصل کیے۔ اس کے بعد شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے قابل ذکر اساتذہ میں امام علم وفن حضرت

علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۰۱۳ء)، حضرت مولانا رحمت اللہ قادری (شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم، بھدوہی)، حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی، حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی (شیخ الحدیث جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف)، حافظ نور محمد قادری (متوفی ۲۰۱۳ء سابق مدرس مدرسہ قادریہ)، حافظ و قاری کریم اللہ قادری (متوفی ۲۰۰۸ء)، پروفیسر علامہ عبد الحیٔ فرماوی، پروفیسر علامہ جمعہ عبد القادر، پروفیسر علامہ محمود عبد الخالق حلوہ، پروفیسر علامہ سعید محمد صالح صوابی، پروفیسر علامہ سید المسیر، پروفیسر علامہ طہ حبیشی، پروفیسر علامہ عبد المعطی بیومی کے اسما شامل ہیں۔اس کے علاوہ تربیت افتا کا ایک سالہ کورس آپ نے مصری دارالافتا میں مفتی اعظم مصر ڈاکٹر شیخ علی جمعہ کی خدمت میں مکمل کیا۔

شادی خانہ آبادی:

ابھی شیخ صاحب علیہ الرحمہ مصر میں موجود تھے کہ بدایوں سے آپ کے والد ماجد کا فون پہنچا کہ ہم نے تمہاری شادی طے کردی ہے۔۱۵؍اگست ۲۰۰۴ء بروز اتوار بریلی کے ایک سید گھرانے میں آپ کا عقد مسنون ہوا۔شادی کی تقریب میں بہت سے علما و مشائخ شریک رہے۔بالخصوص آپ کے استاذ محترم امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا قاری شمس الدین صاحب قبلہ اور آپ کے دوست و احباب بالخصوص مولانا خوشتر نورانی قبلہ، مولانا منظر الاسلام ازہری اور مولانا نعمان ازہری نے شرکت فرمائی۔

سفر برائے حج و عمرہ و زیارت بغداد و دیگر مقامات مقدسہ:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے مختلف مقامات مقدسہ کی حاضری کا شرف حاصل کیا۔ہم یہاں حسب مراتب ان کے اسفار کا ذکر کریں گے۔مقامات کے مراتب کے اعتبار سے تاریخ میں تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے، ہم نے ان کے اسفار کی ترتیب اس طرح رکھی ہے، پہلے سفر حج، پھر سفر عمرہ اور پھر سفر بغداد معلیٰ و دیگر مقامات۔

پہلا سفر حج:

حضرت اقدس والد محترم کے ہمراہ پہلی مرتبہ مئی ۱۹۹۴ء/۱۴۱۴ھ میں حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔

دوسرا سفر حج:

نومبر ۲۰۰۸ء/ ۱۴۲۹ھ اپنی اہلیہ کے ہمراہ حج وزیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ بمبئی سے جناب اشتیاق پٹنی ابن جناب اسحاق پٹنی تھے۔

پہلا سفر عمرہ:

جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ/ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں حضرت اقدس والد محترم کے ہمراہ پہلی بار عمرے کی سعادت حاصل کی۔

دوسرا عمرہ:

صفر ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء میں حضرت اقدس والد محترم کے ہمراہ دوسری مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کی۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ بمبئی سے حاجی اقبال اور دیگر احبابِ سلسلہ موجود تھے۔

تیسرا عمرہ:

مئی ۲۰۱۲ء/ جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ میں تیسری مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کی۔ اس سفر میں آپ کی اہلیہ آپ کے ساتھ تھیں۔

سفر بغداد معلیٰ:

بغداد معلیٰ کی حاضری خانوادۂ قادریہ بدایوں کے قدیم معمولات میں شامل ہے۔ اس خانوادے کی بارگاہِ غوث اعظم میں حاضری اور مقبولیت ایسا امتیاز ہے جو کسی دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ گیلانیہ بغداد شریف کے مراسم بہت گہرے اور پرانے ہیں۔ اس پر ایک تفصیلی مضمون لکھا جا سکتا ہے مگر ہم یہاں چند تاریخی حوالوں پر اکتفا کریں گے۔ ۱۲۷۸ھ میں سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی پہلی مرتبہ بغداد معلیٰ حاضر ہوئے۔ اس زمانے میں قطب الافراد حضرت مولانا سید علی الگیلانی قدس سرہ سجادہ نشین تھے۔ آپ نے مسند غوثیہ سے اٹھ کر سیف اللہ المسلول کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند کے برابر اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ یہ عزاز بارگاہِ غوث اعظم میں کسی اور کو شاید ہی نصیب ہوا ہو۔

بغداد شریف میں آپ نے عرصے تک قیام فرمایا اور صاحب سجادہ نے آپ کو خلافت خاندانی عطا فرمائی اور اپنے بڑے صاحبزادے سید سلمان گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ سیف اللہ المسلول سے تلمذ واجازت حاصل کریں۔ اس عرصے میں خانوادۂ غوث اعظم میں آپ کی غیر

معمولی مقبولیت کا شہرہ پورے بغداد میں ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۲۹۰ھ میں تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی بغداد شریف حاضر ہوئے (یہ زمانہ سید سلمان گیلانی کی سجادگی کا تھا) تو صاحب سجادہ بغداد شریف نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ "انت ابن فضل رسول" اور پھر سیف اللہ المسلول کا تذکرہ ہوتا رہا، اسی دوران صاحب سجادہ پیر سید سلمان گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا۔

فان فضل رسول الله ليس له　　حد فيعرب عنه ناطق بفم

اس کے بعد ۱۳۳۲ھ میں سرکار صاحب الاقتدار مطیع الرسول مولانا عبدالمقتدر قادری بدایونی بغداد معلیٰ حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھتے ہی نقیب الاشراف پیر سید عبدالرحمٰن الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ (یہ اس وقت صاحب سجادہ تھے) نے فرمایا: **هو اشبه بجدّه فضل الرّسول لكنّ لحيته اطول منه.** اس کے بعد مفتی اعظم حیدرآباد مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۴۵ر بار بغداد معلیٰ حاضر ہوئے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے تذکارِ محبوب: مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی، مطبوعہ ۲۰۰۷ء تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

اور موجودہ وقت میں حضرت اقدس صاحب سجادہ آستانۂ عالیہ قادریہ ۵۰ر سے زائد مرتبہ بغداد شریف حاضر ہو چکے ہیں۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے سفر بغداد:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ پہلی مرتبہ ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء میں حاضر ہوئے۔ دوسری مرتبہ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء، تیسری حاضری ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، چوتھی حاضری ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، پانچویں حاضری ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء میں ہوئی (یہ تمام سفر بغداد حضرت اقدس والد گرامی کے ہمراہ ہوئے۔) اور اب قیامت تک شیخ صاحب علیہ الرحمہ ہر روز ہر لمحہ دربار غوث اعظم کی حاضری سے مشرف ہوتے رہیں گے۔

جاں بھی جائے تو نہ جائے گا سرور مئے غوث　　سر بھی اترے تو نہ اترے گا خمارِ بغداد

بیعت واجازت:

اہل طریقت پر یہ حقیقت واضح ہے کہ بزرگوں سے اکتساب فیض کرنے کے لیے کسی شیخ کامل کے دست حق پرست پر بیعت کرنا کتنا ضروری ہے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا خانوادہ صدیوں سے مئے کشان شراب معرفت کو جام آل احمدی اور صہبائے قادریت پلا رہا ہے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ

کی تشنگی جب اپنے کمال کو پہنچی تو اپنے والد گرامی شیخ طریقت الشاہ عبدالحمید محمد سالم القادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف سے ۱۳؍نومبر بروز جمعرات ۲۰۰۸ء کو سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ پیر و مرشد نے آپ کو تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اس کے علاوہ آپ کو وارث پنجتن سیدنا شاہ سید یحییٰ حسن مارہروی (متوفی: ۲۰۱۱ء، سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف) سے بھی خلافت و اجازت کا شرف حاصل تھا۔

اجازت حدیث:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو متعدد مشائخ سے روایت حدیث کی اجازت حاصل تھی۔

(۱) والد محترم تاجدار اہلسنت حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری (صاحب سجادہ آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں شریف)

(۲) ڈاکٹر علی جمعہ (مفتی جمہوریہ مصر)

(۳) شیخ القرا نجم الفقہا الشیخ محمد صلاح الدین التجانی (شیخ القراءات، مصر)

(۴) الشیخ علی بن محمود الجزلی الرفاعی (خطیب و امام آستانۂ حضرت معروف کرخی و پروفیسر بغداد یونیورسٹی)

(۵) الشیخ محمد ابراہیم عبدالباعث (محدث اسکندریہ، مصر)

مدرسہ عالیہ قادریہ کی نشأۃ ثانیہ:

مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کی تاریخ یوں تو صدیوں پر بکھری ہوئی ہے اور فرزندان مدرسہ عالیہ قادریہ کی خدمات اپنی مادر علمی کے وقار اور عظمت و شوکت کی گواہ ہیں۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ اپنے احباب سلسلہ سے کہتے تھے مجھے چندہ نہیں چاہیے، تم اپنے بیٹے کو میرے پاس پڑھنے کے لیے بھیجو۔ اس طرح بالکل ابتدا سے تعلیم کا آغاز ہوا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ابھی مدرسہ نہیں کھلا ہے، مدرسہ تو ۸؍سال کے بعد کھلے گا، ابھی تو میں اپنی ''ٹیم'' تیار کر رہا ہوں۔ جب یہ طلبہ فارغ ہوں گے تب باقاعدہ مدرسے کا آغاز کیا جائے گا۔ یہی وجہ رہی کہ مدرسے میں داخلہ کا اعلان عام نہیں کیا گیا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ صرف جماعت اعدادیہ اور اولیٰ ہی میں داخلہ لیا کرتے تھے اس طرح ہر سال ایک جماعت کا اضافہ ہوتا گیا۔ یعنی جب شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے درس دینا شروع کیا تو صرف جماعت اعدادیہ ہی تھی۔ اگلے سال

جب یہی طلبہ جماعت اولیٰ میں آ گئے تو پھر جماعت اعدادیہ میں نئے داخلے لئے گئے اور پھر اگلے سال اولیٰ والے طلبہ ثانیہ میں اور اعدادیہ والے اولیٰ میں آ گئے۔ پھر جماعت اعدادیہ میں نئے داخلے لیے گئے۔ اس طرح پہلا ''بیچ'' ۲۰۱۱ء میں فارغ ہوا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ مولانا انور سہیل قادری، مولانا نبی رضا قادری، مولانا دلشاد احمد قادری، مولانا مجاہد قادری اور مولانا اقبال قادری اور ۲۰۰۸ء سے راقم الحروف نے تدریسی خدمات انجام دیں۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے مدرسہ قادریہ کے تعلیمی نصاب میں کچھ تبدیلیاں بھی فرمائی تھیں مثلاً جماعت ثانیہ میں تاج الفحول کا رسالہ احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام پڑھانا شروع کیا اور بعد میں یہ خدمت راقم الحروف کے حصے میں آئی اور جماعت ثالثہ کو مدخل الی اصول الحدیث اور جماعت رابعہ کو تفسیر آیات احکام پڑھانا شروع کی اور اسی طرح بہت سی مثالیں ہیں۔

تدریسی خدمات:

مدرسہ قادریہ بدایوں شریف درس و تدریس کے میدان میں بھی بہت نمایاں ہے۔ درس و تدریس کا یہ سلسلہ بھی صدیوں پر محیط ہے۔ ہم اپنی محدود معلومات کی روشنی میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مدرسہ قادریہ ہندوستان کا سب سے قدیم مدرسہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس مدرسے سے پہلے بھی مدارس قائم ہوئے ہوں، مگر موجودہ وقت میں وہ سب مدارس ''ماضی استمراری کا صیغہ'' ہو گئے ہیں۔

بات طویل ہو جائے گی اس لیے ہم صرف سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کی مثال دے کر آگے بڑھ جائیں گے۔ آپ نے دیگر اساتذہ کے علاوہ اپنے والد شاہ عین الحق مولانا عبدالمجید قادری بدایونی سے شرف تلمذ حاصل کیا جو ایک واسطے سے قاضی مبارک کے، دو واسطوں سے میر زاہد ہروی کے، چار واسطوں سے ملا یوسف الکوبجی کے، پانچ واسطوں سے ملا جلال الدین دوانی کے اور سات واسطوں سے میر سید شریف جرجانی کے شاگرد تھے۔ سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کی درسگاہ محتاج تعارف نہیں۔ اور یہی سلسلہ درس و تدریس ہمارے شیخ صاحب علیہ الرحمہ تک پہنچا اور آپ کی درسگاہ نے بھی غیر معمولی شہرت حاصل کی۔

استاذ محترم امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ ''سمجھنا آسان ہے سمجھانا مشکل اور دونوں کی صلاحیتیں جدا ہیں۔ کوئی ضروری نہیں کہ اگر کوئی شخص بہت قابل اور وسیع المطالعہ ہے تو وہ تدریسی خدمات بھی انجام دے اور آخر میں مسکرا کر فرماتے کہ

پڑھنا تو سیکھا جا سکتا ہے مگر پڑھانا نہیں سیکھا جا سکتا ہے، یہ تو خداداد صلاحیت ہوتی ہے''۔

یہی خداداد صلاحیت شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے درس میں دکھائی دیتی تھی۔ آپ نے مصر جانے سے پہلے بھی مدرسہ قادریہ میں درس وتدریس کو زینت بخشی تھی۔ جنوری ۱۹۹۹ء سے اگست ۱۹۹۹ء تک آٹھ ماہ درس دیا۔ اور مصر سے آنے کے بعد ۳؍دسمبر ۲۰۰۴ء سے ۲۰؍فروری ۲۰۱۴ء تک مسلسل درس دیا۔ ابھی تفصیل کا موقعہ نہیں ہے اس لیے ان کتابوں کی ایک مختصر فہرست پیش خدمت ہے جن کا درس شیخ صاحب علیہ الرحمہ دیا کرتے تھے:

(۱) صور من حیاۃ الصحابہ، (۲) وحی القلم، (۳) العبرات، (۴) امتنا بین قرنین، (۵) شرح عقائد، (۶) مرقات، (۷) شرح تہذیب، (۸) اصول التفسیر ومناھجہ، (۹) الدخیل فی التفسیر، (۱۰) مدخل الی اصول التفسیر: مرتبہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ (۱۱) تفسیر آیات الاحکام، (۱۲) مؤطا امام محمد، (۱۳) اصول الحدیث، (۱۴) صحیح بخاری، (۱۵) صحیح مسلم، (۱۶) جامع ترمذی، (۱۷) الرفع والتکمیل، (۱۸) تیسیر علوم الحدیث، (۱۹) اللالی الحسان فی علوم القرآن، (۲۰) قصیدتان رائعتان، (۲۱) قصیدہ بانت سعاد، (۲۲) قصیدۂ بردہ، (۲۳) المعتقد المنتقد، (۲۴) مشکوۃ شریف، (۲۵) تفسیر بیضاوی، (۲۶) مراح الارواح، (۲۷) شرح مأۃ عامل، (۲۸) نخبۃ الفکر۔

تلامذہ:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں اپنے مدرسے کے لیے اپنی ٹیم تیار کر رہا ہوں'' جو شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے تیار فرمادی۔ آپ سے بہت سے طلبہ نے استفادۂ علم کیا، مگر آپ کے چند مخصوص تلامذہ کے نام ہم یہاں تحریر کر رہے ہیں جو آپ کی ٹیم کا حصہ ہیں۔

(۱) برادر عزیز مولانا عزام میاں قادری (مہتمم مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف)

(۲) مولانا سید عادل محمود کلیمی (سجادہ نشین خانقاہ کلیمیہ، کٹرہ)

(۳) مولانا مفتی دلشاد احمد قادری (مدرس مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف)

(۴) مولانا مجاہد قادری (مدرس مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف)

(۵) مولانا خالد قادری مجیدی (مدرس مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف)

(۶) مولانا محمد عاصم قادری مجیدی (مدرس مدرسہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف)

(۷) مولانا مبشر قادری مجیدی (خطیب وامام جامع مسجد کھڑکی، پونہ)

(۸)مولانا محمد رضوان قادری مجیدی (خطیب وامام مسجد خلیل اللہ، جنیر ضلع پونہ، مہاراشٹر)

(۹)مولانا محمد بدر عالم قادری مجیدی (خطیب وامام قادری مسجد سنگم نیر ضلع احمد نگر مہاراشٹر)

(۱۰)مولانا انور قادری مجیدی (خطیب وامام، پونہ)

(۱۱)مولانا کاشف نہاد قادری مجیدی

(۱۲)مولانا عبدالعلیم قادری مجیدی

(۱۳)راقم الحروف

علمی خدمات:

درس و تدریس (اگر با قاعدہ ہوتو) اپنے آپ میں اتنا مصروف کرنے والا کام ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسرا کام کرنا بہت مشکل ہے۔ ہماری اس بات کو وہ اساتذہ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں جو کسی مدرسے میں نہ صرف یہ کہ پڑھاتے ہیں بلکہ با قاعدہ پڑھاتے ہیں۔ درسگاہ میں کتابوں کا درس دینا ہی ایک بہت بڑی علمی خدمت ہے مگر شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی علم دوستی اور شوق مطالعہ انھیں اس مقام سے آگے کی سیر کرالایا۔

ہند و پاک کے معیاری رسائل میں آپ کے علمی اور تحقیقی مضامین وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے۔ ان رسائل میں ماہنامہ جامِ نور سرِ فہرست ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ مولانا خوشتر نورانی صاحب نے ہی اپنے دوستی کے حق کو استعمال کرتے ہوئے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو رسائل کے لیے مضامین لکھنے پر راضی کیا تو غلط نہ ہوگا۔ مدیر اعلیٰ مولانا خوشتر نورانی نے جامِ نور میں ایک منفرد کالم ''خامہ تلاشی'' کے عنوان سے جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ خامہ تلاشی کے لیے ''خامہ تلاش'' کی ضرورت تھی۔ مولانا خوشتر نورانی فرماتے ہیں:

> میں نے سوچا، مذہبی ادب میں نقد ونظر تلوار کی دھار پر چلنے کا فن ہے، اس کے لیے بصیرت، ظرافت، اور گہری نظر کے ساتھ جملہ علوم متداولہ اور زبان و بیان پر درک ہونا چاہیے اور اس دور قحط الرجال میں بظاہر ایسی صفتوں پر مشتمل شخصیت کا ملنا ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہے۔ اس تعلق سے میں نے بہت غور وفکر کیا، لیکن حیرت ہے کہ جب جب غور کرتا تو گھوم پھر کر ایک ہی شخص ذہن کی اسکرین پر جم جاتا، وہ شخص کوئی اور نہیں اسید الحق تھے۔ پھر پیہم اصرار

کے بعد بعض تحفظات اور وجوہات کے پیش نظر اسید الحق صاحب 'ابو الفیض معینیؔ' کے نام سے خامہ تلاشی لکھنے پر آمادہ ہو گئے''۔(خامہ تلاشی ص ۸/۹)

خامہ تلاشی کا آغاز اپریل ۲۰۰۵ء کے شمارے سے ہوا اور یہ سلسلہ دسمبر ۲۰۰۶ء تک جاری رہا۔اس'' کالم'' میں ماہنامہ جامِ نور کی تلاشی لی جاتی تھی یعنی گزشتہ ماہ جو کچھ بھی شائع ہوا اس پر مخلصانہ اور دلچسپ انداز میں تنقید ہوتی۔تنقید کا لفظ سنتے ہی یہ تصور ذہن میں آتا ہے کہ یہ لفظ مذاق بنانا، دل آزاری کرنا، اپنے کو دوسرے سے زیادہ قابل ثابت کرنا، تحقیر و تذلیل کرنے کا مترادف ہے، ان سب مفاہیم کو یکسر غلط ثابت کرتے ہوئے مثبت انداز میں صرف اصلاح کی غرض سے یہ کالم شروع کیا گیا تھا اور یہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے قلم کا کمال تھا کہ اس نہایت خشک اور کڑوے موضوع کو شہد خالص کی صفت بخشی جو کہ نہ صرف تر بلکہ نہایت شیریں ہوتا ہے اور تاثیر یہ کہ فیہ شفاء للناس کالم نگار ابو الفضل معینی کے نام سے مشہور ہوا۔بعد میں راز کھلا کہ خامہ تلاشی بھی شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی مرہون منت تھی۔

ہمیں یاد ہے کہ استاذ محترم امام علم و فن فرماتے تھے کہ'' خامہ تلاشی کسی ایک انسان کی کاوش نہیں بلکہ اس کالم کو پوری ٹیم مل کر تحریر کرتی ہے اور اس ٹیم میں کوئی علم حدیث کا ماہر ہے تو کوئی علم تفسیر کا، کوئی تاریخ کا اور کوئی شعر و ادب کا''۔اسی طرح لمبی فہرست گنوانے کے بعد فرماتے کہ'' خوشتر نے بڑی محنت سے یہ ٹیم بنائی ہے''۔مگر حقیقت یہ تھی کہ مدرسہ قادریہ کی بوسیدہ چٹائی پر بیٹھا ہوا ایک نوجوان صرف ایک دن میں اور کبھی کبھی ایک نشست میں خامہ تلاشی لکھ دیا کرتا تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دسمبر ۲۰۰۹ء میں خامہ تلاشی کی تمام قسطوں کو ایک کتابی شکل دے دی گئی جو ادارہ فکر اسلامی دہلی سے شائع ہوئی۔خامہ تلاشی کے بعد جام نور کے شمارہ جنوری ۲۰۰۷ء میں ایک نیا کالم شروع کیا گیا جو'' تعقب'' کے عنوان سے شائع ہوا۔مصروفیت کی وجہ سے یہ کالم فروری ۲۰۰۷ء تک ہی جاری رہا۔اس کالم میں ہندوستان بھر میں شائع ہونے والے تمام رسائل پر نظر کی جاتی اور حسن و قبح کو سامنے لایا جاتا شیخ صاحب علیہ الرحمہ چونکہ اکابرِ بدایوں کی تصنیفات کو از سر نو شائع کرنا چاہتے تھے (جو کہ انہوں نے کر بھی دیا) اس وجہ سے فرصت نہیں ملی اور یہ کالم بند کرنا پڑا۔اب تو یہ جام نور کے مدیر اعلیٰ خوشتر نورانی صاحب ہی بتائیں گے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی معذرت

کرنے کے بعد یا تو اس کالم کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی یا کوئی اور لکھنے والا نہیں ملا؟

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے تحقیقی مضامین ان کی علمی خدمات کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ تفصیل کا موقع نہیں اس لیے چند مضامین کا ذکر کر کے گزر جائیں گے۔

(۱) عربی، اردو محاورات کا تقابلی جائزہ: جام نور جولائی ۲۰۰۴ء

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ اور فقہ حنفی: جام نور ستمبر ۲۰۰۴ء

(۳) ہم نامی کا مغالطہ: جام نور اگست ۲۰۰۴ء

(۴) عصر حاضر میں مطالعہ سیرت کی معنویت، اہمیت اور جہت

(۵) نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی آخری آیت: جام نور اکتوبر ۲۰۰۵ء

(۶) متن حدیث کی بازیافت: جام نور نومبر ۲۰۰۵ء

(۷) حدیث عمامہ پر ایک شبہ اور اس کا ازالہ: جام نور دسمبر ۲۰۰۶ء

(۸) ائمہ مجتہدین پر ترک حدیث کا الزام: جام نور اپریل ۲۰۰۶ء

(۹) فقہ حنفی اور عمل بالحدیث: جام نور اپریل ۲۰۰۷ء

(۱۰) کیا موجودہ تصوف خالص اسلامی ہے؟ جام نور جون، جولائی ۲۰۰۷ء

(۱۱) تحفظ توحید کے نام پر کتب اسلاف میں تحریف: جام نور دسمبر ۲۰۰۷ء

(۱۲) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ایک تحقیقی مطالعہ: جام نور جون ۲۰۰۸ء

(۱۳) مطبع اہل سنت و جماعت، تاریخی پس منظر اور اشاعتی خدمات: جام نور مئی ۲۰۰۹ء

(۱۴) تشہد کے مسئلے میں ایک مغالطے کا تحقیقی جائزہ: جام نور مارچ ۲۰۰۹ء

(۱۵) شمس مارہرہ اور رسالہ آداب السالکین: جام نور جون ۲۰۱۰ء

(۱۶) تقریروں میں موضوع روایات ایک لمحہ فکریہ: جام نور اکتوبر، نومبر ۲۰۱۰ء

(۱۷) فضل حق، فضل رسول اور آزردہ: جام نور دسمبر ۲۰۱۰ء

(۱۸) امام زین العابدین کی شان میں فرزدق تمیمی کا قصیدۂ میمیہ: جام نور اگست ۲۰۱۲ء

(۱۹) خانوادۂ قادریہ اور خانوادۂ علیمیہ کے روابط: جام نور اکتوبر، نومبر ۲۰۱۲ء

(۲۰) قصیدۂ بانت سعاد تحقیقی مطالعے کی روشنی میں: جام نور فروری ۲۰۱۳ء

(۲۱) ڈاکٹر رشید عبیدی کی شرح ایک تنقیدی مطالعہ: جام نور نومبر، دسمبر ۲۰۱۳ء

اس کے علاوہ درجنوں علمی اور تحقیقی مضامین مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے اکابرین کی کتابوں کو جدید انداز میں ترجمہ، تخریج، تسہیل، حاشیہ، مقدمے کے ساتھ شائع کیا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی ان علمی خدمات کو اہل علم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ بغیر کسی تبصرے کے ہم یہاں ان کتابوں کی فہرست پیش کر رہے ہیں۔

ترجمہ، تخریج، تحقیق (عربی سے):

(۱) مناصحۃ فی تحقیق مسائل المصافحۃ: تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی (مطبوعہ محرم ۱۴۱۹ھ/جنوری ۲۰۰۸ء)

(۲) الکلام السدید فی تحریر الاسانید: تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی (نومبر ۲۰۰۸ء)

ترجمہ، تخریج، تحقیق (فارسی سے):

(۳) احقاق حق: سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ جنوری ۲۰۰۷ء)

(۴) اکمال فی بحث شد الرحال (جدید نام زیارت روضہ رسول): سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۹ء)

(۵) حرز معظم: سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۹ء)

(۶) اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ: سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ شوال ۱۴۳۰ھ/ستمبر ۲۰۰۹ء)

(۷) رد روافض: تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی (مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۹ء) ترتیب حضرت سید شاہ حسین حیدر برکاتی مارہروی

ترتیب وتقدیم:

(۸) خطبات صدارت: مولانا مفتی عبدالقدیر بدایونی (مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۸ء)

(۹) مثنوی غوثیہ: مولانا مفتی عبدالقدیر بدایونی (مطبوعہ نومبر ۲۰۰۸ء)

(۱۰) مولانا فیض احمد بدایونی: پروفیسر محمد ایوب قادری (مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۸ء)

(۱۱) ملت اسلامیہ کا ماضی، حال، مستقبل: مولانا حکیم عبدالقیوم شہید قادری بدایونی (مطبوعہ نومبر ۲۰۰۸ء)

(۱۲) نگارشات محبّ احمد: مولانا محبّ احمد قادری بدایونی (مطبوا گست ۲۰۱۰ء)

(۱۳) باقیات ہادی: مولانا عبدالہادی قادری بدایونی (مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۹ء)

(۱۴) احوال ومقامات: مولانا عبدالہادی قادری بدایونی (مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۹ء)

(۱۵)مولودِ منظوم، سیف اللہ المسلول کے فارسی اور اردو نعتیہ و منقبتیہ کلام کا انتخاب: (مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۹ء)

تسہیل و تخریج:

(۱۶) فوز المؤمنین بشفاعۃ الشافعین (عقیدۂ شفاعت): سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی (مطبوعہ جنوری ۲۰۰۸ء)

(۱۷) طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول): مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی (مطبوعہ جنوری ۲۰۰۸ء)

(۱۸) فصل الخطاب: سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی (مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۹ء)

اس کے علاوہ تقریباً ۵۰/کتب شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے تلامذہ سے ترجمہ، تخریج و تسہیل کروا کے شائع کروائی۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی علمی خدمات میں ایک بہت اہم اور تحقیق کے مفہوم پر طابق النعل بالنعل کے طور پر صادق آنے والی تحریر قصیدتان رائعتان (مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۳ء) کا مقدمہ ہے۔ اس کو دیکھ کر ہر صاحب علم و نظر شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی وسعت علمی، دقت نظر اور تحقیقی اسلوب کا قائل ہو جائے گا۔

تصنیفی خدمات:

تصنیف و تالیف کی اہمیت سے کوئی بھی باشعور انسان انکار نہیں کرسکتا۔ تاریخ انسانیت میں لکھنے کی بہت اہمیت ہے اور تاریخ اسلام میں تصنیف و تالیف کا بہت اہتمام کیا گیا ہے اور ہر جماعت یا تحریک اپنے لٹریچر ہی سے ممتاز ہوتی ہے۔ ہندوستان میں بہت سے خانوادے اپنی تصانیف کی بنیاد پر ممتاز ہوئے۔ انہیں میں ایک خانوادہ قادریہ بدایوں شریف بھی ہے۔ اکابرین خانوادۂ قادریہ نے کثیر و مفید سرمایہ کتب قوم و ملت کے سپرد کیا اور شرق تا غرب مخلوق خداوندی نے ان شاہکار تحریروں سے استفادہ کیا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ اسی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کو لکھنے کی صلاحیت و شوق (مثبت انداز) دیگر صلاحیتوں کی طرح اپنے آبا و اجداد سے ورثے میں ملا تھا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا قلم علمی اور تحقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ تکبر و خود نمائی سے پاک تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا؟ آپ کی تربیت ہی ایسے خانقاہی ماحول میں ہوئی تھی کہ عاجزی و انکساری جس کا نشان امتیاز ہے۔ آپ کے والد گرامی استاذ اول اور پیر و مرشد حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف تواضع اور انکساری کے اس بلند مقام پر فائز ہیں

جہاں تکبر وخود نمائی کی طاقت پرواز دم توڑ دیتی ہے۔

آپ نے ایک درجن سے زائد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابیں تصنیف فرمائیں اور آپ کا قلم ہر کتاب پر دادِ تحقیق دیتا ہوا اپنی منزل کی طرف گامزن رہا۔جس تیزی سے آپ کا قلم چل رہا تھا ایسا لگتا تھا کہ اگر شیخ صاحب علیہ الرحمہ دس سال اور رہ جاتے تو تقریباً ۵۰؍علمی اور تحقیقی (قید احترازی) کتابوں کے مصنف ہوتے۔ یاد رہے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتابوں کے علاوہ اکابرین خانوادۂ قادریہ کی ۸۰؍ سے زائد کتابیں شائع کر چکے ہیں جن کی تسہیل، تخریج، ترجمہ، مقدمہ، حاشیہ، ترتیب شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے قلم کی احسان مند ہے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کبھی کبھی فرماتے تھے کہ ''ابھی تو میں اپنے اکابرین کا قرض اتار رہا ہوں۔ابھی میں نے لکھنا شروع نہیں کیا''۔

اس اعتراف کے ساتھ کہ ابھی شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے لکھنا شروع نہیں کیا تھا ہم ان کی چند شاہکار کتابوں کے نام تحریر کر رہے ہیں۔

(۱) حدیث افتراق امت: تحقیقی مطالعے کی روشنی میں: (طبع اول نومبر ۲۰۰۸ء/طبع ثانی مئی ۲۰۰۹ء/طبع ثالث: اپریل ۲۰۱۴ء)

(۲) قرآن کریم کی سائنسی تفسیر: (طبع اول جنوری ۲۰۰۸ء/طبع ثانی مئی ۲۰۰۹ء/طبع ثالث: اپریل ۲۰۱۴ء)

(۳) احادیث قدسیہ: (طبع اول نومبر ۲۰۰۸ء/طبع ثانی مئی ۲۰۰۹ء/طبع ثالث: اپریل ۲۰۱۴ء)

(۴) قصیدۂ فرزدق تمیمی ایک تحقیقی مطالعہ: (مطبوعہ اکتوبر ۲۰۱۳ء)

(۵) تذکرۂ شمس مارہرہ: (مطبوعہ اکتوبر ۲۰۱۳ء)

(۶) خیر آبادیات: (مطبوعہ ۲۰۱۱ء/طبع ثانی: اپریل ۲۰۱۴ء)

(۷) عربی محاورات: (طبع اول ۲۰۱۱ء/طبع ثانی ۲۰۱۲ء/طبع ثالث: اپریل ۲۰۱۴ء)

(۸) اسلام، جہاد اور دہشت گردی

(۹) اسلام اور خدمت خلق

(۱۰) اسلام ایک تعارف: انگلش، اردو، مراٹھی

(۱۱) خامہ تلاشی، تنقیدی مضامین: (مطبوعہ ۲۰۰۹/طبع ثانی: اپریل ۲۰۱۴ء)

(۱۲) تحقیق و تفہیم: مجموعہ مضامین (مطبوعہ ۲۰۰۹/طبع ثانی: اپریل ۲۰۱۴ء)

(۱۳) وارثین انبیا: غیر مطبوعہ

(۱۴) افہام و تفہیم: غیر مطبوعہ

اشاعتی خدمات:

حضرت اقدس صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف نے ۱۹۸۳ء میں خانقاہ قادریہ کا اشاعتی ادارہ ''مظہر حق'' قائم کیا۔ ۱۹۹۱ء میں اسی ادارے کا نام بدل کر ''تاج الفحول اکیڈمی'' کر دیا گیا۔ اس وقت سے آج تک یہ ادارہ نشر و اشاعت کے ذریعے دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے اس ادارے کے زیر اہتمام ایک ماہنامہ ''مظہر حق'' کے نام سے جاری کیا۔ یہ ماہنامہ ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۵ء تک شائع ہوتا رہا اس کے علاوہ بہت ساری کتب اس ادارے سے شائع ہوتی رہیں جن میں یہ چند کتابیں قابل ذکر ہیں:

(۱) محبت، برکت اور زیارت: حضرت اقدس الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری بدایونی

(۲) آئینہ مقالات: مرتبہ ڈاکٹر شاداب ذکی بدایونی (مطبوعہ ۱۹۹۸ء)

(۳) اکابر بدایوں: مولانا احمد حسین قادری گنوری

(۴) تاج الفحول حیات و خدمات: مفتی عبدالحکیم نوری مصباحی

(۵) دیوان تاج الفحول: تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی

(۶) معراج تخیل مجموعہ نعت و منقبت: حضرت اقدس الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری بدایونی

(۷) اختلاف علی و معاویہ: تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی

پھر شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے مصر سے واپس آنے کے بعد پہلی کتاب احقاق حق (تصنیف سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی) کو ترجمہ، تخریج، تحقیق کے ساتھ جنوری ۲۰۰۷ء میں شائع کیا۔ پھر تو ایسا لگنے لگا کہ مدرسہ قادریہ میں کتابوں کی بارش ہونے لگی اور نومبر ۲۰۱۳ء تک ۱۰۷ر کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔

کتب خانۂ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ:

خانوادۂ عثمانیہ کی تاریخ ہندوستان میں تقریباً آٹھ سو سال پرانی ہے اور اس خانوادے کو آج خانوادۂ قادریہ بدایوں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ غرض کہ جتنی پرانی تاریخ مدرسہ قادریہ کی ہے

اتنی ہی کتب خانۂ قادریہ کی۔ یہ کتب خانہ اپنے مخطوطات کی تعداد کے اعتبار سے بہت قیمتی ہے۔ قادری فقیروں کا یہ کتب خانہ مخطوطات کے اعتبار سے کسی نواب یا کسی بادشاہ کے کتب خانے سے کم نہیں۔ ۱۹۳۶ء میں جب عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ ریاست حیدرآباد میں مفتیٔ اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے تو آپ کی غیر موجودگی میں کتب خانۂ قادری کی دیکھ بھال نہ ہوسکی۔ سقوط حیدرآباد کے بعد جب آپ بدایوں واپس تشریف لائے اور کتب خانے کی حالت دیکھی تو آپ کو بہت گہرا صدمہ پہنچا۔ نہ ہی فہرست کا پتہ تھا اور نہ ہی کتابیں سلیقے سے رکھی ہوئی تھیں اور نادر و نایاب کتابوں کا کافی ذخیرہ کتب خانے کی الماری سے نکل کر حوالہ گردش ایام ہوگیا تھا۔ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے جانشین و وارث حضرت الشیخ عبد الحمید محمد سالم القادری بدایونی مدظلہ العالی نے کتابوں کی فہرست مرتب کی جو آج بھی موجود ہے۔ تنہائی اور عظیم ذمہ داری نے اس سے زیادہ کی مہلت نہ دی۔

۱۹۹۵ء میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ فیض آباد سے بدایوں تشریف لائے ہوئے تھے۔ اسی دوران پہلی بار آپ نے ارادہ کیا کہ کتب خانے کی حالت کو سدھارا جائے اور یہاں سے کتب خانے کی صفائی، ستھرائی اور بوسیدہ کتابوں کی جلد سازی کا کام عمل میں آیا۔ چھٹی ختم ہوئی اور شیخ صاحب علیہ الرحمہ کتابوں کی کسی حد تک مرہم پٹی کر کے واپس فیض آباد چلے گئے۔ ۲۰۰۴ء میں قاہرہ سے واپسی کے بعد کتب خانے کا کام پھر سے شروع ہوا۔ نئی کتابوں کے نمبر ترتیب دیے گئے اور جن پرانی کتابوں کی جلد خراب ہوگئی تھی ان کو دوبارہ جلد سازی کے لیے نکالا گیا۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کتابوں کے معاملے میں بہت محتاط ہوگئے تھے اس لیے جلد ساز کو مدرسے میں بلا کر اپنے سامنے جلد سازی کراتے تھے۔ کتب خانے کا کام جنگی پیمانے پر ہو رہا تھا اور ہر معاملے میں حضرت اقدس کی سرپرستی اور توجہ حاصل تھی اس لیے کسی کام میں دشواری نہیں آئی۔ ۲۰۰۶ء اور ۲۰۰۷ء میں دن رات کی محنت نے کتب خانے کو پھر زندہ کر دیا۔

اب وہ وقت آ گیا تھا کہ کتب خانۂ قادری بدایوں شریف اپنی تمام تر علمی وراثتوں کے ساتھ محققین کو دعوت مطالعہ دے رہا تھا۔ ۲۴؍ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۰۷ء بعد مغرب حضرت اقدس کے دست حق پرست سے کتب خانۂ قادری کا افتتاح ہوا۔

کتب خانے کی نشاۃ ثانیہ میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے رفقائے کار:

(۱)مولانا ارشاد قادری (مرحوم)

(۲)جناب سید اکرام احمد رزاقی (اورنگ آباد مہاراشٹر)

(۳)برادر عزیز مولانا فضل رسول محمد عزام قادری (مہتمم مدرسہ قادریہ)

(۴)مولانا دلشاد احمد قادری (مدرس مدرسہ قادریہ)

(۵)مولانا خالد قادری مجیدی

(۶)مولانا عاصم اقبال قادری مجیدی

(۷)حافظ گلزار خاں قادری

(۸)حافظ مبین قادری

(۹)جناب محمد تنویر خاں قادری

(۱۰)حافظ محمد عالم خاں قادری

(۱۱)مولانا اقبال قادری (مدرس مدرسہ قادریہ)

(۱۲)محمد اشفاق حمیدی

(۱۳)جناب تسنیم حسن قادری

(۱۴)عفان حق قادری

(۱۵)انیس قادری (کارپینٹر)

(۱۶)لالو (جلد ساز)

(۱۷)راقم الحروف عطیف قادری

کتب خانہ مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں کی نشاۃ ثانیہ:

مجاہد آزادی مولانا عبد الماجد بدایونی (متوفی: ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء) کے عظیم کارناموں میں سے ایک مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں کی عظیم الشان عمارت ہے۔ اس عمارت میں مولانا بدایونی نے ۲۰-۱۹۱۹ء میں ایک کتب خانہ قائم کیا تھا جس میں ہزاروں کتابیں موجود تھیں اور کتابوں کو رکھنے کا انتظام بہت سلیقے سے کیا گیا تھا، مگر وقت اور حالات بدلتے رہے اور کتب خانہ مدرسہ شمس العلوم بدایوں بھی تقریباً قصہ پارینہ ہو گیا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ جب کتب خانہ قادریہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارادہ کیا کہ مدرسہ شمس العلوم کے کتب خانے کی زیارت کر لی جائے۔ وہاں جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ موجودہ حالت کے ساتھ اس کتب خانے کی صرف زیارت ہی ممکن ہے وہ بھی دور سے۔ اسی وقت آپ نے فیصلہ کیا کہ اب اس کتب خانے کو بھی اپنے خلوص ومحبت سے حصہ عطا کیا جائے۔

وہاں سے مدرسہ قادریہ واپس آئے اور حضرت اقدس سے اجازت چاہی۔ چونکہ یہ ادارہ بھی حضرت کی سرپرستی میں ہے اجازت فوراً مل گئی اور اگلے ہی دن سے کتب خانہ مدرسہ شمس العلوم میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی مسند سج گئی اور انہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ روز وشب ایک کر دیے۔ عمارت کی مرمت ہونے لگی، رنگ وروغن کا کام تیز ہوا، کتب خانہ اور دارالمطالعہ کا فرنیچر بننے لگا اور شیخ صاحب علیہ الرحمہ کتابوں کی فہرست ونمبرات کو ترتیب دینے میں مصروف ہو گئے۔ بوسیدہ کتابوں کی جلد سازی ہوئی اور یہاں بھی شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی نفاست پسندی اور سلیقہ مندی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کتب خانے سے بہت سی نادر کتابیں غائب ہیں۔

کتب خانے کی الماریوں کی مرمت ہوئی اور کتابوں کو اس میں خوبصورتی سے سجایا گیا۔ بہت سی کتابیں شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے پاس سے اس کتب خانے کو نذر کی اور انگریزی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ جناب فروخ نعیم قادری نے ابوظبی سے بھیجا۔ جس کو ان کے دادا ''مولوی فضل حق'' کے نام سے سیکشن بنا کر اس میں رکھا گیا اور بہت سی کتابیں عارف پرویز قادری بدایونی (جو حضرت اقدس نے نسبت ارادت بھی رکھتے ہیں اور شاعر بھی ہیں) نے پیش کیں۔ کتابوں کا ایک قیمتی ذخیرہ ڈاکٹر صداقت اللہ خاں بدایونی (مرحوم) نے نذر کیا۔ (ڈاکٹر صاحب بھی خانقاہ قادریہ کے پرانے وابستگان میں تھے۔)

یہ کتب خانہ چونکہ شہر کے وسط میں قائم ہے اس لیے شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے چاہا کہ اس کو پبلک لائبریری بنایا جائے۔ حضرت اقدس سے اجازت حاصل کی اور اس کتب خانے کے لیے بہت سے اخبارات وجرائد (اردو، ہندی، انگریزی) جاری کروائے۔ حضرت اقدس نے کتب خانے کا نام ''مولانا عبدالماجد پبلک لائبریری'' تجویز فرمایا۔ اس لائبریری میں جدید تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ایک دارالمطالعہ قائم کیا، جس کا نام ''فریدی دارالمطالعہ'' رکھا گیا۔ لائبریرین

کے فرائض جناب محمد تنویر خاں قادری کے سپرد کیے۔

۴؍شعبان ۱۴۲۹ھ/ ۷؍اگست ۲۰۰۸ء کو مولانا عبدالماجد بدایونی کے ۱۲۵ویں یوم ولادت کے موقع پر حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ کے مبارک ہاتھوں سے اس کتب خانے کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر خواجہ اکرام (ڈائریکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان)، مولانا خوشتر نورانی اور مولانا سجاد مصباحی موجود تھے۔

علمی دورے:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی مصروف زندگی پر اگر نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے خود کو علم کے حصول اور علم کی خدمت کے لیے کس طرح وقف کر رکھا تھا۔ مدرسہ قادریہ میں درس دینا اور اکابرین کی کتابوں کو تخریج وتحقیق وغیرہ کے ساتھ شائع کرنے کے علاوہ آپ کا ذوق مطالعہ اور جستجوئے علم کہاں کہاں لیے پھرتی رہی؟

یہاں ہم شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے علمی دوروں کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔

(۱) کتب خانوں اور لائبریریز میں تلاش کتب

(۲) سیمینار اور سمپوزیم میں شرکت کی غرض سے یا مدارس اسلامیہ میں ممتحن کی حیثیت سے یا کسی خاص عنوان پر علمی لیکچر کی غرض سے یا تعلیمی انعامی مقابلوں میں فیصل کی حیثیت سے آپ کے دورے ہوئے۔

کتب خانوں اور لائبریریز میں تلاش کتب:

استاذ محترم امام علم وفن فرماتے تھے کہ ''کتاب پڑھنے کا شوق الگ ہے اور کتاب ڈھونڈنے کا شوق الگ''، اور ہم دیکھتے ہیں کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ میں یہ دونوں شوق بدرجہ اتم موجود تھے۔ ہم نے کہیں پڑھا تھا کہ شوق وعادت میں کافی فرق ہوتا ہے۔ اب شوق وعادت کے درمیان عام وخاص مطلق کی نسبت ہے یا عام خاص من وجہ کی یا تساوی ہے یا تباین یہ تو منطقی حضرات ہی بتا سکتے ہیں۔ ہم تو یہاں صرف اتنا عرض کریں گے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو پڑھنے کا شوق بھی تھا اور عادت بھی۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ اکثر فرماتے تھے کہ ''میرے لیے سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ دو دن مجھے کچھ پڑھنے کے لیے نہ دیا جائے''۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اپنی دلچسپی کے مطابق کسی خاص موضوع پر ہی مطالعہ رکھتے

ہیں مثلاً کسی کو سنجیدہ ادب پسند ہے تو کسی کو مزاحیہ، کسی کو تاریخ کے مطالعے سے دلچسپی ہے تو کسی کو جغرافیائی مطالعے سے شغف ہے اور اگر مطالعہ کا دائرہ اسلامی لٹریچر پر محیط ہو تو کسی کو علم حدیث میں مہارت ہوتی ہے تو کوئی علوم قرآن کے مطالعے سے اپنی آخرت سنوارتا ہے۔

مگر شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا حال ذرا مختلف ہے شیخ صاحب کو علم حدیث میں نظر رکھنے والے اس میدان میں وسیع المطالعہ سمجھتے ہیں تو علوم قرآن سے دلچسپی رکھنے والے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو اس میدان کا مرد مجاہد جانتے ہیں ہمیں یہاں بات کو زیادہ طویل نہیں کرنا ہے اس لیے صرف اتنا عرض کر کے گزر جائیں گے کہ موضوعات کے تنوع کا اندازہ خامہ تلاشی پڑھ کر لگایا جا سکتا ہے۔

ہمیں یاد پڑتا ہے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے خود اپنے قلم سے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ''پڑھنے کے معاملے میں ہمارا معدہ بہت مضبوط واقع ہوا ہے۔ تفسیر کشاف اور صحیح ابن حبان سے منفلوطی کی عبرات و نظرات تک اور محمد حسین آزاد کی آب حیات سے لے کر قرۃ العین حیدر کی گردش رنگ چمن تک ہم ہر قسم کا مواد ہضم کر سکتے ہیں''۔

قصہ مختصر شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو پڑھنے اور کتاب ڈھونڈنے کا شوق بہت سے کتب خانوں کی سیر کرالایا۔

جن کتب خانوں اور لائبریریز میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ کتابوں کی تلاش میں گئے ان میں سے بعض کتب خانوں کے نام ہم یہاں تحریر کر رہے ہیں۔

(۱) کتب خانہ مدرسہ اعجاز العلوم: کھیتہ سرائے جونپور اتر پردیش ۱۹۹۶ء/ ہمراہ مولانا ذاکر و مولانا محبوب (اس مدرسہ کے سرپرست سید طاہر حسین صاحب ہیں کتب خانہ انکے اکابرین کا ہے جو ان کے گھر پر واقع ہے)

(۲) مولانا شبلی نعمانی لائبریری: ندوۃ العلماء لکھنؤ، ۱۹۹۶ء/ ہمراہ امام علم و فن خواجہ مظفر حسین و مفتی عبد الحکیم نوری مصباحی

(۳) خدا بخش لائبریری: پٹنہ، ۱۹۹۷ء

(۴) لائبریری لکھنؤ یونیورسٹی: لکھنؤ، ۱۹۹۶ء/ ہمراہ امام علم و فن خواجہ مظفر حسین و مفتی عبد الحکیم نوری مصباحی

(۵) مولانا آزاد لائبریری: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۹۸ء/ ہمراہ ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی

(۶) دارالمصنفین: اعظم گڑھ،۲۰۰۶ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۷) مختار اشرف لائبریری: کچھوچھہ شریف، ۲۰۰۷ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۸) لائبریری آستانہ صمدیہ: پھپھوند شریف ضلع اوریہ ، ۲۰۰۸ء

(۹) کتب خانہ خانقاہ حافظیہ: خیرآباد شریف ضلع سیتاپور، ۲۰۱۰ء

(۱۰) لائبریری المجلس العلمی: کراچی، پاکستان، ۲۰۱۰ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۱۱) بیدل لائبریری: کراچی، پاکستان، ۲۰۱۰ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۱۲) رضا لائبریری: رام پور، ۲۰۱۱ء/ ہمراہ تسنیم حسن قادری

(۱۳) لائبریری عثمانیہ یونیورسٹی: حیدرآباد، ۲۰۱۱ء

(۱۴) کتب خانہ فرنگی محل: لکھنؤ، ۲۰۱۱ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۱۵) مولانا شبلی نعمانی لائبریری: ندوۃ العلما لکھنؤ، ۲۰۱۱ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۱۶) دہلی پبلک لائبریری: ۲۰۱۱ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۱۷) نیشنل آرکائیوز آف انڈیا: ۲۰۱۱ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۱۸) کتب خانہ جامعہ نظامیہ: حیدرآباد، ۲۰۱۱ء

(۱۹) مولانا آزاد عربی فارسی لائبریری: ٹونک راجستھان، ۲۰۱۲ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی و مولانا سجاد عالم مصباحی

(۲۰) کتب خانہ مسجد نبوی: مدینہ منورہ، سعودی عرب/ ۲۰۱۲ء

(۲۱) اسٹیٹ سینٹرل لائبریری: ممبئی، ۲۰۱۳ء/ ہمراہ جناب اسحاق پٹنی

(۲۲) کریمی لائبریری: ممبئی، ۲۰۱۳ء/ ہمراہ جناب اسحاق پٹنی

(۲۳) THE K.R CAMA ORIENTAL INSTITUTE LIBRARY.MUMBAI دسمبر ۲۰۱۳ء

(۲۴) لائبریری جامعہ ہمدرد: دہلی، ۲۰۱۴ء/ ہمراہ مولانا خوشتر نورانی

(۲۵) کتب خانہ قادری: درگاہ غوث اعظم بغداد شریف، ۲؍ مارچ ۲۰۱۴ء (یہ آخری کتب خانہ ہے جس میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ اپنی شہادت سے دو دن پہلے حاضر ہوئے تھے۔)

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے دوروں کی دوسری قسم ذرا تفصیل طلب ہے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا رجحان عوامی جلسوں سے زیادہ علمی نوعیت کے پروگراموں کی طرف تھا، اسی وجہ سے آپ عوامی جلسوں میں کم دیکھے گئے۔ وابستگان سلسلہ کے بے حد اصرار پر کبھی کبھی جلسوں میں شریک ہوتے اور اکثر جلسوں میں راقم الحروف کو روانہ فرماتے اور یہ کہتے ''کہ میں عطیف صاحب کے حق میں دستبردار ہو گیا ہوں''۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ جن پروگراموں میں تشریف لے جاتے وہ یا تو کسی سیمینار یا سمپوزیم کی شکل میں ہوتے یا خالص علمی و تحقیقی لیکچرز کی شکل میں جن میں سوالات کرنے کی عام اجازت ہوتی یا پھر مدارس اسلامیہ کے سالانہ امتحان کے موقعے پر شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو یاد کیا جاتا یا تعلیمی مقابلوں میں حکم کی حیثیت سے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے شرکت ہوتی۔

وقت کی قلت اور خوشتر صاحب کی عجلت کسی طویل تبصرے کی اجازت نہیں دیتی، اس لیے ایک مختصر فہرست پیش خدمت ہے، یہ ان پروگراموں کی فہرست ہے جن میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے شرکت فرمائی:

(۱) ۵-۴/اکتوبر ۲۰۰۴ء: ممبئی یونیورسٹی شعبۂ عربی کے زیر اہتمام ''ابوریحان البیرونی کی حیات وخدمات'' پر سیمینار

(۲) ۲-۱/نومبر ۲۰۰۵ء: اعظم کیمپس پونہ لیکچر ''بنیادی اسلامی حقوق اور اسلام''، ''ذکر الٰہی اور اطمینان قلب''

(۳) ۲۵/مارچ ۲۰۰۶ء: نیشنل اسلامک فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اسلامی جم خانہ کلب ممبئی لیکچر ''اسلام جہاد اور آتنگ واد''

(۴) صوفی سمپوزیم ۲۵/۲۶ فروری ۲۰۰۶ء: صوفی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام

(۵) ۴/جون ۲۰۰۶ء: دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی کے تعلیمی مقابلوں میں بحیثیت حکم

(۶) ۶/جون ۲۰۰۶ء: دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں المجلس العلوی نے ''شعیب الاولیاء انعامی مقابلہ'' کا انعقاد کیا اس میں توسیعی خطاب۔

(۷) ۶/تا ۸/اکتوبر ۲۰۰۶ء: اعظم کیمپس پونہ لیکچر ''اسلام اور خدمت خلق''، ''توبہ''

(۸) ۱۲/نومبر ۲۰۰۶ء: سیمینار بموقع عرس قاسمی مارہرہ شریف مقالہ ''تہذیبوں کی کشمکش، دنیا کا مستقبل اور امت اسلامیہ''

(۹)۱۹رمئی ۲۰۰۷ء: دارالعلوم فیضان اشرف ناگور راجستھان تقریری وتحریری مقابلے میں بحیثیت حکم اور توسیعی خطاب

(۱۰)۴رجون ۲۰۰۷ء: جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اوریا لیکچر ''علوم حدیث''

(۱۱)۱۰رنومبر ۲۰۰۷ء: دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ سیمینار ''جنگ آزادی ۱۸۵۷ء''

(۱۲)۱۷-۱۶رنومبر ۲۰۰۷ء: بموقع عرس قاسمی مارہرہ شریف پروگرام ''عوام کے سوال علماء کے جواب''

(۱۳)۹رمارچ ۲۰۰۸ء: مقام انڈین اسلامک کلچرسینٹر دہلی پروگرام 'نیشنل میڈیا کنونیشن'

(۱۴)۲۶رجون ۲۰۰۸ء: جامعہ عارفیہ سید سراواں الہ باد ''جشن حجۃ الاسلام امام غزالی'' خطاب، ایمان، اسلام اور احسان

(۱۵)۱۲راکتوبر ۲۰۰۸ء: جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی بحیثیت ممتحن

(۱۶)ارنومبر ۲۰۰۸ء: بمقام مدرسہ اصدقیہ مخدوم اشرف بہار شریف نالندہ سیمینار بعنوان ''اسلام اور امن عالم''

(۱۷)۲۵رجنوری ۲۰۰۹ء: بمقام ٹاؤن ہال احمد آباد گجرات لیکچر موضوع ''قرآن کریم پوری انسانیت کے لئے ہدایت ہے''

(۱۸)۲۴رمئی ۲۰۰۹ء: بمقام جامعہ اشرفیہ مبارکپور میٹنگ ''تربیتی ورک شاپ برائے خطبا''

(۱۹)۷رنومبر ۲۰۰۹ء: بموقع عرس قاسمی مارہرہ شریف خطاب ''فکر وتدبیر کانفرنس''

(۲۰)۲۲رجنوری ۲۰۱۰ء: بمقام سورت گجرات سمپوزیم بعنوان ''مثالی مسلمان''

(۲۱)۲۴رجنوری ۲۰۱۰ء: بمقام دارالعلوم شیخ احمد کھٹو سرکھیج گجرات ''درس بخاری شریف''

(۲۲)ارفروری ۲۰۱۰ء: بمقام موتی مسجد کھنڈوا، مدھیہ پردیش خطاب بعنوان ''قرآن اور ہماری ذمہ داری''

(۲۳)۱۸-۱۷راپریل ۲۰۱۰ء: میٹنگ برائے منصوبہ بندی البرکات اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ بمقام البرکات علی گڑھ۔

(۲۴)ارمئی ۲۰۱۰ء: ''اقراتعلیمی کانفرنس'' بمقام فتح پور ہسوا، زیر اہتمام شمس العلوم ایجوکیشنل سوسائٹی

(۲۵)۲۳رمئی ۲۰۱۰ء: ''مثالی شوہر اور مثالی بیوی'' کے عنوان پر سمپوزیم زیر اہتمام الاخلاص فاؤنڈیشن احمد آباد بمقام ٹاؤن ہال احمد آباد گجرات

(۲۶)۱۶رجنوری ۲۰۱۱ء: سادات ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام خطاب بعنوان 'سادات کے حقوق وفرائض'

(۲۷)۲۲رجنوری ۲۰۱۱ء: خصوصی اجلاس ''تحریک پیغام اسلام''

(۲۸)۱۹رمئی ۲۰۱۱ء: بمقام گھوسی ضلع مئو نعتیہ مشاعرہ بعنوان 'جشن شکیل'

(۲۹)۲۹رمئی ۲۰۱۱ء: حیدرآباد سیمینار بعنوان ''تصوف اور اہل تصوف''، مقالہ ''تصوف اور مستشرقین''

(۳۰)۱۵راکتوبر ۲۰۱۱ء: ''علامہ فضل حق خیرآبادی نیشنل کانفرنس'' زیر اہتمام فضل حق اکیڈمی دہلی اور مینائیہ ایجوکیشنل سوسائٹی لکھنؤ

(۳۱)۲۹راکتوبر ۲۰۱۱ء فکر وتدبیر کانفرنس بعنوان 'جماعت اہل سنت کی شیرازہ بندی' بموقع عرس قاسمی مارہرہ شریف

(۳۲)۲۹رجنوری ۲۰۱۲ء: ''علامہ فضل حق سیمینار'' بمقام بھیونڈی ضلع تھانہ مہاراشٹر

(۳۳)۲۶رفروری ۲۰۱۲ء: بمقام احمد آباد گجرات سیمینار بعنوان 'اسلام اور عالمی بھائی چارہ'

(۳۴)۲۸-۲۷رفروری ۲۰۱۲ء: نیشنل سیمینار بعنوان ''عربی اور اردو کے درمیان ادبی اور لسانی رشتے'' بمقام شعبۂ عربی ممبئی یونیورسٹی (ممبئی)

(۳۵)۱۲رتا۱۴ر مارچ ۲۰۱۲ء: انٹرنیشنل سیمینار بمقام شعبۂ لسانیات جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی، عنوان ''سفرناموں میں ہندوستانی تہذیب وثقافت کے عکاسی''، خصوصی اجلاس بعنوان ''ہندوستانی تہذیب وثقافت صوفیا کی نظر میں''

(۳۶)۱۷رجولائی ۲۰۱۲ء: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے عربی پینل کی میٹنگ

(۳۷)۲۴رمارچ ۲۰۱۳ء: امام اعظم ابوحنیفہ سیمینار بمقام بارہ دری لکھنؤ خطاب ''امام اعظم اور ائمۂ اہل بیت اطہار''

(۳۸)۹ر۱۰راپریل ۲۰۱۳ء: مقابلۂ تحریر وتقریر بحیثیت حکم بمقام جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

(۳۹)۶رجون ۲۰۱۳ء: لیکچر بعنوان ''اللہ کی مدد کے شرائط'' بمقام ٹاؤن ہال احمد آباد گجرات

(۴۰) ۱۹؍ستمبر ۲۰۱۳ء: سمپوزیم ''برائے ثبوت رویت ہلال'' زیر اہتمام درگاہ کمیٹی اجمیر شریف بمقام اجمیر شریف

تربیتی خدمات:

کسی مفکر نے کہا ہے کہ ''بغیر تربیت کے تعلیم حاصل کرنے سے بہتر ہے کہ انسان تعلیم نہ حاصل کرے''۔ یہ قول کتنا سچا ہے یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے مگر تربیت کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت تعلیم و تربیت کی جامع تھی اس لئے آپ تعلیم کے ساتھ تربیت کی اہمیت و ضرورت سے اچھی طرح واقف تھے، اس لیے آپ نے ایک ادارہ قائم کیا جس کا نام ''الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز'' رکھا۔ اسی ادارے کے زیر اہتمام آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں شریف میں مدارس اسلامیہ کے طلبہ کے لیے تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا، جس میں طلبہ کو دور حاضر کے چیلنجز اور تقاضوں سے واقف کرایا گیا اور مختلف عنوانات پر لیکچرز دیے گئے۔

یہ ورک شاپ ۱۸؍تا ۲۹؍جنوری ۲۰۰۶ء تک رہی۔ ۱۲ دن کی اس ورکشاپ میں ۵۰ سے زائد مدارس اسلامیہ کے طلبہ شریک ہوئے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ان ۱۲؍دنوں میں قیام وطعام کا جو انتظام کیا گیا وہ مہمام نوازی اور سخاوت عثمانی کے حسین امتزاج پر مبنی تھا۔ اس ورک شاپ میں مفتی آل مصطفیٰ مصباحی، مولانا خوشتر نورانی، مولانا نعمان ازہری اور مولانا سجاد مصباحی نے لیکچرز دیے، جبکہ مولانا منظر الاسلام ازہری نے امریکہ سے بذریعہ فون لیکچر دیا اور تقابل ادیان پر مولانا محمد احمد نعیمی نے لیکچر دیا۔ اس ورک شاپ میں مختلف اقسام کے علمی مقابلے بھی ہوئے اور انعامات دیے گئے، طلبہ کو آمد و رفت کا کرایہ بھی پیش کیا گیا۔

دوسری مرتبہ ۸؍تا ۱۱؍فروری ۲۰۰۷ء میں تعلیمی و تربیتی ورکشاپ کا انعقاد بعنوان ''مقابلہ علوم حدیث'' کیا گیا۔ اس مقابلے کے لیے شیخ صاحب علیہ الرحمہ
نے علوم حدیث کے نام سے ایک کتاب ترتیب فرمائی تھی اور مدارس اسلامیہ میں یہ کتاب مقابلے سے دو ماہ قبل بھیجی گئی تا کہ طلبہ اچھی تیاری کے ساتھ شریک مقابلہ ہوں۔

۱۱؍فروری ۲۰۰۷ء کو تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا جس میں مہمان خصوصی شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں مارہروی تشریف لائے اور آپ کے مبارک ہاتھوں سے انعامات تقسیم ہوئے۔

اسی طرح اسکول و کالج کے طلبہ کے لیے تعلیمی و تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ اسکول و کالج کے طلبہ کی علم دین سے ناواقفیت کو دیکھتے ہوئے شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے ان کی تعلیم و تربیت کا ارادہ فرمایا۔ پہلی ورکشاپ ۸؍مئی تا ۲۲؍جون ۲۰۰۵ء تک رہی اور یہ شمالی ہندوستان میں اہل سنت والجماعت کی سب سے بڑی ورکشاپ تھی۔ اس ورکشاپ میں طلبہ کو بنیادی مسائل مثلاً نماز، روزہ، حج وزکوۃ سے آگاہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ''توحید و شرک''، ''عقیدۂ ختم نبوت'' اور ''نکاح و طلاق'' کے عنوانات پر شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے لیکچر دیے۔ اس ورکشاپ کے لیے شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے نصاب ترتیب دیا اور اساتذہ مقرر کیے اور طلبہ کے لیے تعلیمی مقابلوں کا اہتمام کیا۔

۲۴؍تا ۳۰؍جون ۲۰۰۵ء '' فہم اسلام ہفتہ'' کے عنوان سے ایک ہفتہ مختلف عنوانات پر مختلف لیکچرز کا اہتمام کیا گیا جس میں دور حاضر کے عظیم محقق ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی نے ''اسلام اور جہاد'' کے عنوان پر بھرپور لیکچر دیا۔ اسی طرح ہر سال گرمیوں کی تعطیل میں اسکول و کالج کے طلبہ کے لیے تعلیمی و تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

خدمت خلق:

خانقاہی نظام میں اگر عمل صالح اور تزکیہ نفس، خوش اخلاقی اور بلند کردار، تواضع اور سادگی ملتی ہے تو وہیں خدمت خلق کی بھی بہت اہمیت ہے۔ خود رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سیرت پاک میں بھی خدمت خلق کو خوب اہمیت حاصل ہے۔ چونکہ خانقاہی نظام سیرت طیبہ سے مرتب کیا گیا ہے اس لیے وہ سب کچھ خانقاہوں میں ملے گا جس کی تاکید اللہ کے رسول ﷺ نے فرمائی ہے۔ اب اگر کوئی شخص اپنے گھر کا نام خانقاہ رکھ لے اور خود ''دل اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی نہ ہوسکا'' کی عملی تفسیر بن جائے تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے، خانقاہی نظام جواب دہ نہیں۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ خانقاہی نظام کہ پروردہ بھی تھے اور علم بردار بھی۔ آپ کے والد حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ نے آپ کی تربیت خالص خانقاہی نظام کے تحت کی تھی اس لیے شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت میں وہ تمام اوصاف حسنہ موجود تھے جو ایک خانقاہی شہزادے میں ہونا چاہیے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے تدریس و تصنیف، تقویٰ و طہارت کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کو

بھی بڑی سنجیدگی سے لیا اور اس میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے کتنے غریب مریضوں کا علاج کرایا یہ تو ڈاکٹر مسعود حسین صدیقی قادری، ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی برکاتی (علی گڑھ) اور ڈاکٹر فیصل (اورنگ آباد) ہی بتا سکتے ہیں۔

پانی کی سبیلیں:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ شدید گرمی کے موسم میں ٹھنڈے پانی کی سبیلوں کا انتظام شہر کے مختلف حصوں میں ہر سال کیا کرتے تھے۔ خاص طور سے ریلوے اسٹیشن، بس اسٹینڈ اور درگاہوں پر مدرسہ قادریہ کے طلبہ کو بھیجا کرتے تھے۔ ٹھنڈے پانی کے ساتھ ہر آدمی کو اسلام کے تعارف پر مشتمل ہندی زبان میں ایک فولڈر بھی دیا جاتا تھا۔ خدمت خلق کے ذریعے تبلیغ اسلام کا یہ طریقہ خانقاہوں کی پرانی روایت ہے۔

مفت تعلیم:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ چونکہ خود تعلیم یافتہ تھے، اس لیے تعلیم کی اہمیت سے واقف تھے۔ آپ بہت سے نادار طلبہ کی کفالت فرماتے اور ان کی فیس ادا کرتے تھے۔ ملک اور بیرون ملک کے بہت سے طلبہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی اس صفت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے وہ طلبہ کون ہیں اور کتنے ہیں۔ بعض کو ہم بھی جانتے ہیں، مگر شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی تاکید کہ "راز کو راز ہی رہنے دو" پر عمل کرتے ہوئے خاموش ہیں۔

شاعری:

شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے شاعری کم کی مگر عمدہ کی۔ شعر اور فن شاعری پر آپ کی بہت گہری نظر تھی، جس کا ثبوت قصیدتان رائعتان کا تحقیقی مقدمہ ہے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کو اردو، عربی اور فارسی کے ہزاروں اشعار یاد تھے جس کا اظہار گفتگو اور تحریر میں جا بجا ہوتا تھا۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا تعلق جس خانوادے سے ہے اس میں بہت سے قادر الکلام شاعر گزرے ہیں۔ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے والد، آپ کے تایا اور آپ کے دادا پر دادا اور شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے پر دادا کے والد تمام کے تمام نہ صرف شاعر بلکہ شاعر گر ہیں۔ ایسے ماحول میں شیخ صاحب علیہ الرحمہ کا شعر کہنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

آپ کا کلام ہمارے پیش نظر ہے جس میں سے کچھ جام نور میں شائع بھی ہو چکا ہے اور اب

اس خصوصی شمارے میں تمام کلام شائع ہورہا ہے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی شاعری پر تبصرہ تو کوئی شاعر ہی کرسکتا ہے، مگر ہم یہاں اتنا عرض کریں گے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ اپنے پردادا تاج الفحول علیہ الرحمۃ کے اس شعر کے ذریعے اپنی شاعری پر خود تبصرہ فرماتے تھے۔

شعر گوئی نہ ہنر ہے ، نہ ہے حرفہ میرا — ان کی مدحت سے غرض ہے شعرا کچھ بھی کہیں

شہادت:

۴ / مارچ بروز منگل بغداد معلیٰ سے واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ واپسی کی پرواز اربیل ہوائی اڈے سے تھی، اس لیے یہ طے پایا کہ بغداد شریف سے اربیل تک کا سفر بذریعہ کار کیا جائے تاکہ راستے میں چند درگاہوں پر حاضری بھی ہوجائے۔ ۵/ افراد (حضرت اقدس، شیخ صاحب علیہ الرحمہ، حافظ عبدالقیوم قادری، حاجی اقبال اور راقم الحروف) پر مشتمل یہ قافلہ دوپہر کے ساڑھے بارہ بجے بغداد شریف سے روانہ ہوا۔ بغداد شریف سے تقریباً ۷۰/ کلومیٹر چلنے کے بعد اچانک گاڑی پر فائرنگ شروع ہوگئی۔ گاڑی کے دونوں طرف سے گولیاں چلنے لگیں اور ایک گولی شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے سر میں لگی جو فوراً ہی آپ کی شہادت کا سبب بن گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہادت کے وقت شیخ صاحب علیہ الرحمۃ ''الاربعون النوویہ'' کا مطالعہ فرمارہے تھے۔ آپ کے خون کے کچھ قطرے اس کتاب پر گرے۔ یہ کتاب کتب خانۂ قادریہ بدایوں میں محفوظ ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمہ کے جد امجد امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہادت کے وقت قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے۔

عراقی وقت کے حساب سے دوپہر دو بج کر تیس منٹ پر یہ حادثہ پیش آیا اور ۶/ مارچ ۲۰۱۴ء کو بعد نماز عصر حضرت اقدس حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور غوث اعظم کی درگاہ کے مخصوص قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

☆☆☆

A brief introduction of

AALIM-E-RABBANI SHAHEED-E-BAGHDAD HAZRAT MAULANA

USAID-UL-HAQ ASIM QADRI

FROM BADAUN TO BAGHDAD

Collated by

Molana Sayyed Adil Mahmood Kalimi

Publisher
Tajul Fuhool Academy
Maulvi Mohalla, Badaun-243601 (U.P.)
Phone: 0091 - 9358563720